متشدد رویے اور عدم برداشت کا بین الاقوامی رجحان: سیرت طیبہ کے تناظر میں ایک مطالعہ

International Tendency of Violent Attitudes and Coercion: A Study in the Light of Prophetic Teachings

Dr. Muhammad Sarwar

Assistant Professor, University of Veterinary and Animal Sciences Lahore

Azhar Farid

Doctoral Candidate Imperial College of Business, Lahore, Pakistan

Hafiz Muhammad Tanzeem

Assistant Professor, Islamiat, Govt. Graduate College, Daska

Abstract

It is the established fact that humanity is facing problems such as violent attitudes, coercion and terrorism. Extremist attitudes towards humanity have created a precarious situation. This situation can lead to a major conflict. This conflict may forget all the catastrophic events of the past, including World Wars I and II, and humanity may face an unimaginable loss. Violent tendencies in our individual and collective attitudes are increasing day by day. Policies and actions are also a reflection of this situation at national and international level. The roots of extremism, whether in the form of aversion to religion or in the form of religiosity, are not only spreading racial, linguistic and religious rapidly but also becoming stronger and stronger. The sectarian differences have hurt humanity. The hot market of rumors and disrespect for the law and its supremacy seem to be lacking. Extremism and sentimentalism are creating problems for humanity. These

problems cannot be solved in scientific laboratories but through moral teachings. Relationships of brotherhood, tolerance are being undermined. International terrorism, sectarianism are ugly examples of violent attitudes.

Keywords: Quran, Hadith, Peace, Violent, Tolerance, Sectarianism

تمہید

تمام متشدد رویوں اور انتہا پسندانہ صورتوں کو اعتدال میں لانے اور ان کے خاتمے کے لیے تعلیمات نبوی پر عمل ضروری ہے۔ ان تمام مسائل کا حل سرورِ کائنات ﷺ کی سیرت پاک میں نہایت واضح طور پر موجود ہے۔ آپ ﷺ کی تعلیمات کسی خطے، زمانے اور قوم تک محدود نہیں ہیں۔ بلکہ آپ ﷺ کی سیرت مبارکہ سے دنیا کی کوئی بھی قوم، کوئی بھی ملک اور کسی بھی زمانے کے لوگ برابر فیض یاب ہو سکتے ہیں۔ موجودہ دہشت گردی پر مبنی کارروائیوں میں مسلمان ریاستوں سمیت غیر مسلم ممالک میں بھی لوگوں کو قتل کر دیا جاتا ہے۔ اس پر یہ لوگ غیر مسلم حکومتوں کی طرف سے جاری رکھے جانے والے معاندانہ سلوک کو دلیل بناتے ہیں کہ چونکہ غیر مسلم حکومتیں مسلمانوں کو قتل کرنے پر آمادہ ہیں اور اس کا ارتکاب کر رہی ہیں، اس لیے ہمیں بھی جوابی کارروائی کے طور پر ان کے شہروں میں قتال کرنا چاہیے۔ حالانکہ ان کی یہ دلیل بنیادی اسلامی تعلیمات اور اسلام کے عمومی مزاج کے سراسر خلاف ہے۔ اسلام اس طرح غیر مسلموں کا قتل عام تو کُجا دورانِ جنگ بھی بے قصور غیر مسلموں کے قتل کی سختی سے ممانعت کرتا ہے۔ اسلام دنیا کا واحد مذہب ہے جس نے دورانِ جنگ بھی اسلامی فوجوں کے لئے با قاعدہ اصول و ضوابط کا تعین کیا۔

فرقہ واریت اور متشدد رویے

فرقہ واریت متشدد رویوں اور عدم برداشت کی بدترین صورت ہے۔ مذہبی منافرت کے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: "وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارَى عَلَى شَيْءٍ وَقَالَتِ النَّصَارَى لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلَى شَيْءٍ وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتَابَ كَذَلِكَ قَالَ الَّذِينَ لاَ يَعْلَمُونَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ فَاللّهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُواْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ"۔1 "اور یہود کہتے ہیں کہ نصرانیوں کی بنیاد کسی شے (یعنی صحیح عقیدے) پر نہیں اور نصرانی کہتے ہیں کہ یہودیوں کی بنیاد کسی شے پر نہیں، حالانکہ وہ (سب اللہ کی نازل کردہ) کتاب پڑھتے ہیں، اسی طرح وہ (مشرک) لوگ جن کے پاس (سرے سے کوئی آسمانی) علم ہی نہیں وہ بھی انہی جیسی بات کرتے ہیں، پس اللہ ان کے درمیان قیامت کے دن اس معاملے میں (خود ہی) فیصلہ فرما دے گا جس میں وہ اختلاف کرتے رہتے ہیں"۔

اتحاد و اتفاق

قرآن حکیم نے ہمیشہ اتحاد واتفاق کادرس دیا۔اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتاہے:وَاعْتَصِمُواْ بِحَبْلِ اللّهِ جَمِيعًا وَلاَ تَفَرَّقُواْ"۔2"اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ مت ڈالو"

رسول اکرم ﷺ نے تعلیمات پر نظر دوڑآئیں تو آپ ﷺ نے بھی ہمیشہ اتحاد واتفاق ،برداشت اوررواداری کا حکم دیا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ نے ذکر کیاہے۔یہ فساد عالمی سطح پر ہے اوراس کی وجہ ہمارے متشدد قسم کے رویے اورعدم برداشت ہے جواقوام عالم کاوطیرہ بن چکے ہیں ۔اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشادفرماتاہے:"ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُم بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ"۔3" بحر وبر میں فساد ان (گناہوں) کے باعث پھیل گیاہے جولوگوں کے ہاتھوں نے کمار کھے ہیں تاکہ (اللہ) انہیں بعض (برے) اعمال کا مزہ چکھادے جوانہوں نے کئے ہیں، تاکہ وہ باز آجائیں"

بین الاقوامی سطح پر ان متشدد رویوں اور عدم برداشت پر بناپر ہر طرف فساد برپاہے۔اوراقوام عالم میں عدم تحفظ کااحساس بڑھ رہاہے۔اس صدی میں متشدد رویوں اور عدم برداشت کے رجحان نے دنیاکے امن کوپارہ پارہ کردیاہے۔چین کی خانہ جنگی(1949-1945) کوریاکی جنگ(1953-1950) انڈونیشامیں فسادات(1965-1958) کانگومیں خانہ جنگی(1964-1960)الجیریااور مراکش کے مابین جھگڑا(1963)یمن میں خانہ جنگی،ویت نام کی جنگ،نائجیریامیں خانہ جنگی،مصراوراسرائیل کی جنگ،پاکستان اورانڈیا کی جنگیں،انگولا میں خانہ جنگی، کمبوڈیامیں بحران،افغانستان کی جنگ اوردیگر ممالک میں جنگیں عدم برداشت اور متشدد رویوں کے سبب ہوئیں۔ آج بھی عالم انسانیت ان متشدد رویوں ،عدم برداشت اوردہشت گردی جیسے قبیح مسائل سے دوچار ہے۔

متشدد رویے اور عدم برداشت کا حل

قبل اس کے کہ ایسے حالات پیداہوں ہمیں رسول رحمت ﷺ کی تعلیمات کی طرف متوجہ ہوناپڑے گا۔اس وقت ان تمام متشدد رویوں اورانتہاپسندانہ صورتوں کواعتدال میں لانے اوران کے خاتمے کے لیے تعلیمات پیغمبر امن پر عمل ضروری ہے۔ان تمام مسائل کا حل سرورکائنات ﷺ کی سیرت پاک میں نہایت واضح طور پر موجودہے۔آپ ﷺ کی تعلیمات کسی خطے ،زمانے اور قوم تک محدود نہیں ہیں۔بلکہ آپ ﷺ کی سیرت مبارکہ سے دنیاکی کوئی بھی قوم،کوئی بھی ملک اورکسی بھی زمانے کے لوگ برابر فیض یاب ہوسکتے ہیں۔ڈاکٹر محمد طاہر القادری لکھتے ہیں:"سیرت الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عصری اور بین الاقوامی اہمیت کا دوسراپہلو جدید انسانی مسائل کے حوالے سے اجاگر ہوتاہے۔ آج انسانیت عالمی سطح پر کئی پیچیدہ مسائل میں گھری ہوئی ہے،اقوام متحدہ(UNO)سے لے کر ہر ملک کی غیر سرکاری سماجی تنظیمات (NGOs)تک ان انسانی مسائل کے حل کے لئے پریشان ہیں۔ مگر یہ حقیقت تقویتِ ایمان کاباعث ہے جو عالمی انسانی مسائل موجودہ دور میں پریشانی کاباعث بن رہے ہیں سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن وسنت کی تعلیمات اور اسوہ حسنہ کی صورت میں ان کا حل چودہ صدیاں قبل ہی عطافرمادیاتھا۔اب ہماری ذمہ داری ان عصری مسائل کا حل تلاش

کرنا نہیں بلکہ بارگاہ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملنے والے حل کو نافذ اور رُو بہ عمل کرنا ہے۔"4 متشدد رویوں اور عدم برداشت کے بین الاقوامی سطح پر بڑھتے ہوئے رجحان کا حل نبوی تعلیمات کی روشنی میں ارباب سیر نے آپ ﷺ کے عفو و حلم، حسن سلوک کے واقعات تحریر کیے ہیں چنانچہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرماتی ہیں: آپ ﷺ نے تمام زندگی اپنے اوپر کی گئی زیادتی کا بدلہ نہ لیا، سوائے اس کے کہ خدائی حرمت کو پامال کیا گیا ہو، پس اس صورت میں آپ ﷺ سختی سے مواخذہ فرماتے تھے"۔5 عبداللہ ابن ابی نے ہمیشہ در پردہ دشمنوں کی حمایت کی اور وہ واقعہ افک میں براہ راست ملوث تھا۔

عفوودرگزر

آپ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر عفودرگزر، رواداری اور برداشت کی عظیم الشان روایت چھوڑی جس کی دنیا میں کوئی مثال نہیں ملتی۔ڈاکٹر محمد حمید اللہ لکھتے ہیں: "اکیس سال کی غیر منقطع کشاکش کے بعد مکے پر اچانک اسلامی فوج کا قبضہ ہو گیا اور یہ جوہری بم سے زیادہ بے بس کر دینے والا واقعہ تھا۔ سرور کائنات ﷺ نے فتح مکہ پر اہل شہر کو جمع کر کے کیا کہا تھا؟ لاتثریب علیکم الیوم اذھبوا فانتم الطلقاء"۔6 "یعنی آج تم پر کوئی الزام باقی نہیں جاؤ تم سب کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔" عالم انسانیت کو اس وقت دہشت گردی کا سامنا ہے۔ انسانیت کو دہشت گردی اور قتل وغارت نے ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے اور یہ تباہی مزید بڑھتی جارہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس ہولناک صورت حال کا اندازہ لگالیا تھا۔ آپ ﷺ نے انسانی امن کی ضمانت عطا فرمائی۔ اگر آج دنیا رسول اللہ ﷺ کی سیرت کو اپنالے تو عالمی امن وامان کو یقینی بنایا جاسکتا ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ حجتہ الوداع میں ان ہولناک حالات کے تناظت میں عالمی سطح پر قیام امن کا اعلان ان الفاظ میں فرمایا: "فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا، فِي بَلَدِكُمْ هَذَا، فِي شَهْرِكُمْ هَذَا۔"7 "اے بنی نوع انسان! بیشک تمہاری جانیں اور تمہارے اموال اور تمہاری عزتیں تم پر حرام کر دی گئی ہیں جس طرح آج کے دن کی حرمت اور اس مہینہ کی حرمت تمہارے اس شہر میں برقرار ہے"۔

خون مسلم کی حرمت

آپ ﷺ کو اس بات کا اندیشہ تھا کہ وہ وقت آئے گا جب مختلف اسباب کی بدولت ایک دوسرے کا خون بہانا عام ہو جائے گا۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حکم کو مزید ان الفاظ کے ذریعے مؤکد فرمایا: انْظُرُوا، لاَ تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا، يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ۔8 "خبردار! تم میرے بعد پلٹ کر پھر گمراہ نہ ہو جانا یوں کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو"۔

دہشت گردی ایک صورت یہ بھی ہے کہ لوگوں پر خوف مسلط کر دیا جائے۔ لوگ ہر وقت ایک غیر یقینی اور پریشانی کی فضا میں سانس لے رہے ہوں۔ انھیں ہر وقت اپنی جان خطرے میں دکھائی دے رہی ہو۔ آپ ﷺ نے کسی بے گناہ قتل کرنا

تو درکنار کسی کو محض وحشت زدہ کرنا اور ڈرانے سے بھی روک دیا۔ آپ ﷺ چونکہ رحمت اللعالمین ہیں اس لیے آپ ﷺ سے انسانیت کی پریشانی دیکھی نہیں جاتی۔ دور حاضر میں انسان ہی انسان کے لیے ایک عذاب بن چکا ہے۔ لوگوں کو پریشان کرنا، انھیں طرح طرح کی مصیبتوں اور پریشانیوں میں مبتلا کرنا عام ہوتا جارہا ہے۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو تنگ کرنا، پریشان کرنا، اور خواہ مخواہ کسی عذاب میں مبتلا کرنے سے سختی سے منع فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:إِنَّ اللَّهَ يُعَذِّبُ الَّذِينَ يُعَذِّبُونَ النَّاسَ فِي الدُّنْيَا۔9 "اللہ ان لوگوں کو عذاب دے گا جو دنیا میں (لوگوں کو) عذاب دیتے ہیں۔" رسول اکرم ﷺ جو دین لے کر آئے ہیں وہ سراسر بھلائی اور خیر خواہی کی بنیاد پر استوار ہے۔ اسلام کا بنیادی مقصد انسانیت یعنی مخلوق خدا کی خدمت ہے۔ رسول اکرم ﷺ کی سیرت پاک میں ہمیں انسانیت کی بھلائی اور خیر خواہی کا پہلو واضح دکھائی دے رہا ہے۔ آپ ﷺ نے بہترین مسلمان قرار ہی اسے دیا ہے جو دوسروں کو نقصان نہ پہنچائے۔ واضح رہے کہ آپ ﷺ نے اس میں مذہب اور ملت کی قید ختم کر دی ہے۔ امام احمد بن حنبل روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ایک شخص نے حضور نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ کون سا اسلام افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: جس کی زبان اور ہاتھ سے تمام لوگ محفوظ رہیں۔"10

اس وقت دنیا میں مذہب، ملت، علاقہ، مفاد اور کئی حوالوں سے انسانی خون بہایا جارہا ہے۔ دور حاضر میں سب سے ارزاں اور سب سے سستی چیز انسان کا خون ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے خون ریزی کے حوالے سے متعدد مقامات پر وعیدیں سنائی ہیں۔ حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوَّلُ مَا يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ فِي الدِّمَاءِ. 11 حضرت عبد اللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "قیامت کے دن لوگوں کے درمیان سب سے پہلے خون ریزی کا فیصلہ سنایا جائے گا۔" رسول اکرم ﷺ نے انسانی جان کا تحفظ صرف مسلمانوں کو فراہم نہیں کیا بلکہ غیر مسلموں کو بھی جان کا تحفظ فراہم کیا ہے۔ آپ ﷺ نے کسی بھی غیر مسلم بے گناہ کو قتل کرنے والے کو سخت وعید سنائی ہے۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ نے ایسے مسلمان کو جس کے ہاتھ کسی پرامن غیر مسلم شہری کے خون سے رنگے ہوں اسے جہنم کی وعید سنائی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:"عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ قَتَلَ نَفْسًا مُعَاهَدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الجَنَّةِ، وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ أَرْبَعِينَ عَامًا"۔12 حضرت عبد اللہ بن عمرو سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا "جس نے کسی غیر مسلم شہری (معاہد) کو قتل کیا تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھے گا۔ حالانکہ جنت کی خوشبو چالیس برس کی مسافت تک محسوس ہوتی ہے۔" موجودہ دہشت گردی پر مبنی کارروائیوں میں مسلمان ریاستوں سمیت غیر مسلم ممالک میں بھی لوگوں کو قتل کر دیا جاتا ہے۔ اس پر یہ لوگ غیر مسلم حکومتوں کی طرف سے جاری رکھے جانے والے معاندانہ سلوک کو دلیل بناتے ہیں کہ چونکہ غیر مسلم حکومتیں مسلمانوں کو قتل کرنے پر آمادہ ہیں اور اس کا ارتکاب کر رہی ہیں، اس لیے ہمیں بھی جوابی

کارروائی کے طور پر ان کے شہروں میں قتال کرنا چاہیے۔ حالانکہ ان کی یہ دلیل بنیادی اسلامی تعلیمات اور اسلام کے عمومی مزاج کے سراسر خلاف ہے۔ اسلام اس طرح غیر مسلموں کا قتل عام تو کُجا دورانِ جنگ بھی بے قصور غیر مسلموں کے قتل کی سختی سے ممانعت کرتا ہے۔ اسلام دنیا کا واحد مذہب ہے جس نے دورانِ جنگ بھی اسلامی فوجوں کے لئے باقاعدہ اصول و ضوابط کا تعین کیا۔ چنانچہ تعلیماتِ اسلام کے مطابق دوران جنگ بھی عورتوں کا قتل جائز نہیں ہے۔ حضرت ابو ثعلبہ خشنی روایت کرتے ہیں:"نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ"13"حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع فرمایا"۔

دنیا کی تاریخ اٹھا کر دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ جب فاتح اپنے دشمن کے شہر میں داخل ہوا تو اس نے کشتوں کے پشتے لگا دیے اور اپنے مدمقابل کو ہر قسم کا نقصان پہنچا کر اپنے نفس کو راضی کیا ہے۔ اس وقت بھی یہی ہو رہا ہے۔ اپنے مخالفین کو نقصان پہنچانے کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا جارہا۔ رسول اکرم ﷺ کی سیرت کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں دوران جنگ اور فتوحات کے بعد غیر مسلم مذاہب کے رہنماؤں کے قتل کی بھی ممانعت ہے۔ آپ ﷺ نے تلقین فرمائی:أَلَا لَا يُقْتَلُ الرَّاهِبُ فِي الصَّوْمَعَةِ۔14"خبردار! عبادت گاہوں میں موجود (غیر متحارب) پادری کو قتل نہ کیا جائے۔"

دور حاضر جو کہ ایک طرح سے مہذب زمانہ تصور کیا جاتا ہے۔ اس مہذب دور میں بڑے فخر سے کہا جاتا ہے کہ جنگ میں ہر چیز جائز ہے۔ فریق مخالف کو زیر کرنے کے بعد قتل وغارت گری کا بازار گرم کیا جاتا ہے۔ اس قتل وغارت میں معصوم اور گناہ گار کا فرق مٹ جاتا ہے۔ مخالفین کی عورتوں، بچوں، ضعیفوں تک کو موت کے گھاٹ اتارنے میں فخر محسوس کیا جاتا ہے۔ ملک کے کوچہ و بازار میں کشت وخون کا وہ بازار گرم کیا جاتا ہے کہ اسے دیکھ کر انسانیت کانپ جاتی ہے۔ مخالفین کی عبادت گاہوں کو لاشوں سے بھر دیا جاتا ہے اور عبادت گاہوں کو گرادیا جاتا ہے۔ ہنستے بستے شہر اجاڑ کر ویران کیے جاتے ہیں۔ لوٹ مار اور عصمت دری کرکے اپنے روح کو سکون پہنچایا جاتا ہے۔ لیکن انسانیت اگر رسول پاک ﷺ کی سیرت پر نگاہ دوڑائے تو اسے معلوم ہوگا کہ آپ ﷺ نے حالت جنگ میں بھی معاشرے کو پامال کرنے سے روکا۔ جب آپ ﷺ نے مکہ فتح کیا تو آپ ﷺ کے پاس نادر موقع تھا کہ اہل مکہ سے خوب بدلہ وانتقام لیتے اور مکہ کی گلی گلی میں خون کی ندیاں بہاتے۔ لیکن آپ ﷺ نے اس دن اہل مکہ کو امن فراہم کیا اور ان سے کسی قسم کا انتقام نہیں لیا۔ آپ ﷺ نے ان کے لیے عام معافی کا اعلان فرمایا۔ جو تاریخ میں سنہری حروف کے ساتھ موجود ہے۔ آپ ﷺ دوران جنگ صحابہ کرام کو بھی سختی سے ہدایت جاری فرماتے کہ وہ فتح کی صورت میں حد سے نہ بڑھیں اور جنگ کو میدان جنگ تک ہی محدود رکھیں۔ آپ ﷺ جنگ کے حوالے سے صحابہ کرام کو جو لائحہ عمل عطا فرماتے اس سے آج بھی دنیا فائدہ اٹھا سکتی ہے۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا:"بے شک تم عنقریب ایسے لوگوں کو پاؤ گے جنہوں نے ان عبادت گاہوں میں اپنے آپ کو روک رکھا ہوگا، پس تم انہیں اور جس چیز کے لئے انہوں نے اپنے آپ کو روک رکھا ہے، کو چھوڑ دینا۔ اور شیخ

فانی (ضعیف، عمر رسیدہ یا قریب المرگ شخص)، عورت اور بچے کو قتل نہ کرنا اور آبادی کو ویران نہ کرنا۔ بلاضرورت درخت نہ کاٹنا اور نہ چوپائے کو ذبح کرنا اور کھجوروں کے باغات نہ جلانا اور نہ انہیں تباہ و برباد کرنا اور نہ غداری کرنا، نہ مثلہ کرنا، نہ بزدلی کرنا اور نہ مال غنیمت کی تقسیم میں دھوکہ بازی کرنا۔"15

غیر مسلم عورتوں کے قتل کی ممانعت

عورتوں کا احترام اور تقدس ہمیشہ رسول اکرم ﷺ کے پیش نظر رہا ہے۔ آپ ﷺ نے مشرکوں کی عورتوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا۔ امام احمد بن حنبل، امام ابو داؤد، امام نسائی، امام ابن ماجہ اور امام حاکم نے حضرت رباح بن ربیع رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث بیان کی ہے، وہ فرماتے ہیں: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزَا غَزْوَةً كَانَ عَلَى مُقَدِّمَتِهِ، فِيهَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَمَرَّ رَبَاحٌ وَأَصْحَابُهُ عَلَى امْرَأَةٍ مَقْتُولَةٍ، مِمَّا أَصَابَ الْمُقَدِّمَةُ، فَوَقَفُوا عَلَيْهَا يَتَعَجَّبُونَ مِنْ خَلْقِهَا، حَتَّى لَحِقَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَرَّجُوا لَهُ، حَتَّى نَظَرَ إِلَيْهَا، فَقَالَ: «هَا، مَا كَانَتْ هَذِهِ تُقَاتِلُ» ثُمَّ نَظَرَ فِي وُجُوهِ الْقَوْمِ، فَقَالَ لِأَحَدِهِمْ: «الْحَقْ بِخَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ فَلَا يُقْتُلَنَّ ذُرِّيَّةً، وَلَا عَسِيفًا۔16 "ایک غزوہ میں ہم حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ بہت سے لوگ کسی چیز کے پاس جمع ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی کو یہ دیکھنے کے لئے بھیجا کہ لوگ کس چیز کے پاس جمع ہوئے ہیں۔ اُس نے آکر بتایا: ایک مقتول عورت کے پاس۔ فرمایا: یہ عورت تو جنگ نہیں کرتی تھی۔ حضرت رباح رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اگلے دستے کے کمانڈر حضرت خالد بن ولید تھے۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی کو بھیجا اور فرمایا: خالد سے کہنا: (مشرکین کی) عورتوں اور لوگوں کی خدمت کرنے والوں کو ہرگز قتل مت کرنا۔" ایک روایت میں ہے: "بچوں اور خدمت گاروں کو ہرگز قتل مت کرنا۔"

دور حاضر میں جنگوں کی جو صورت حال ہے وہ سب کے سامنے ہے۔ جنگ کے دوران لوگوں کے گھروں کی چادر و چار دیواری کے تقدس کو پامال کیا جارہا ہے۔ عورتوں کے ساتھ جو سلوک ہورہا ہے۔ لوگوں کی آزادی کو جس طرح صلب کیا جارہا ہے، اس کا نظارہ کشمیر اور فلسطین میں بخوبی کیا جاسکتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے امن کے زمانے میں تو درکنار جنگ کے دنوں میں بھی اس تقدس کا خیال رکھنے کا حکم فرمایا۔ آپ ﷺ نے خیبر کے معرکے کے دوران یہودیوں کی شکایت پر صحابہ کرام کو جمع فرما کر یہ خطبہ ارشاد فرمایا: "کیا تم میں سے کوئی اپنی مسند پر ٹیک لگا کر یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز حرام قرار نہیں دی مگر وہی جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ آگاہ ہو جاؤ، خدا کی قسم، میں نے نصیحت کرتے ہوئے، حکم دیتے ہوئے اور بعض چیزوں سے منع کرتے ہوئے جو کچھ بھی کہا ہے وہ قرآن کی طرح ہے بلکہ ان کی تعداد قرآنی امور سے زیادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے یہ جائز نہیں رکھا ہے کہ اہل کتاب کی اجازت کے بغیر ان کے گھروں میں داخل ہو، نیز ان کی عورتوں کو پیٹنا اور ان کے پھلوں کو کھانا بھی حلال نہیں ہے۔"17 رسول اللہ ﷺ کی سیرت ہمیں جنگ کے دنوں میں

بھی خون ناحق کی اجازت نہیں دیتی۔ دوران جنگ دشمن کی سرزمین پر تباہی مچانا، دشمن کی فصلوں کو تباہ کرنا، درختوں کو کاٹنا، کھیتوں کو برباد اور املاک کو نقصان پہنچانا رسول پاک ﷺ نے سختی سے منع فرمایا۔ آپ کی سیرت کی مطابق آپ ﷺ کے خلفانے بھی ان جنگی حدود و قیود کا سختی سے خیال رکھا۔ جن کا رسول اکرم ﷺ نے حکم فرمایا تھا۔ ایک روایت میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لشکر کو شام کی طرف روانہ کیا تو اس کے ساتھ تقریباً دو میل چلے اور اہل لشکر کو مخاطب کرکے فرمایا: "میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں، (اور یہ کہ) نافرمانی نہ کرنا، بزدلی نہ کرنا، کھجور کے پودوں کو تباہ نہ کرنا، کھیتیاں نہ جلانا، چوپایوں کو قید کر کے نہ رکھنا، کسی پھل دار درخت کو نہ کاٹنا اور کسی شیخ فانی کو قتل کرنا نہ کسی چھوٹے بچے کو۔"18

رسول اللہ ﷺ کی سیرت ہمیں جنگ کے دنوں میں بھی ناحق خون کی اجازت نہیں دیتی۔ دوران جنگ دشمن کی سرزمین پر تباہی مچانا، دشمن کی فصلوں کو تباہ کرنا، درختوں کو کاٹنا، کھیتوں کو برباد کرنا اور املاک کو نقصان پہنچانا رسول اللہ ﷺ نے سختی سے منع فرمایا۔ اس سلسلے میں رسول اکرم ﷺ جب جہاد کے لیے لشکر روانہ فرماتے تو انہیں یہ نصیحت فرماتے: حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جنگ میں کسی بچے، عورت یا شیخ فانی کو قتل نہ کیا جائے اور نہ ہی کھانے اور کھجور کے درختوں کو جلایا جائے، نہ ہی گھروں کو ویران کیا جائے اور نہ ہی پھل دار درختوں کو کاٹا جائے۔"19

آپ ﷺ کی سیرت کے مطابق آپ ﷺ کے خلفائے راشدین نے بھی ان جنگی حدود و قیود کا سختی سے خیال رکھا۔ جن کا حکم رسول اکرم ﷺ نے دیا تھا۔ ایک روایت میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لشکر کو شام کی طرف روانہ کیا تو اس کے ساتھ تقریباً دو میل چلے اور اہل لشکر کو مخاطب کرکے فرمایا: "میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں، (اور یہ کہ) نافرمانی نہ کرنا، بزدلی نہ دکھانا، کھجور کے پودوں کو تباہ نہ کرنا، کھیتیاں کو نہ جلانا، چوپایوں کو قید کرکے نہ رکھنا، کسی پھل دار درخت کو نہ کاٹنا اور کسی شیخ فانی کو قتل نہ کرنا اور نہ ہی کسی بچے کو۔"20

غیر مسلموں کے حقوق کی حفاظت

غیر مسلموں کے حقوق کا تحفظ جس انداز میں عہد رسالت مآب ﷺ میں کیا گیا اس کی نظیر پور تاریخ انسانی میں نہیں ملتی، حضور اکرم ﷺ نے اپنے مواثیق، معاہدات اور فرامین کے ذریعے اس تحفظ کو آئینی اور قانونی حیثیت عطا فرما دی تھی۔ عہد نبوی میں اہل نجران سے ہونے والا معاہدہ مذہبی تحفظ، اور آزادی کے ساتھ ساتھ جملہ حقوق کی حفاظت کے تصور کی عملی وضاحت کرتا ہے۔ اسے امام ابو عبید قاسم بن سلام، امام حمید بن زنجویہ، ابن سعد اور بلاذری سب نے روایت کیا ہے۔ اس میں حضور اکرم ﷺ نے یہ تحریری فرمان جاری فرمایا تھا: "اللہ اور اس کے رسول محمد ﷺ، اہل نجران اور ان کے حلیفوں کے لیے ان کے خون، ان کی جانوں، ان کے مذہب، ان کی زمینوں، ان کے اموال، ان کے راہبوں

اور پادریوں، ان کے موجود اور غیر موجود افراد، ان کے مویشیوں اور قافلوں اور ان کے استھان (مذہبی ٹھکانے) وغیرہ کے ضامن اور ذمہ دار ہیں۔ جس دین پر وہ ہیں ان کو اس سے ان کو نہیں پھیرا جائے گا۔ ان کے حقوق اور ان کی عباد گاہوں کے حقوق میں کوئی تبدیلی نہیں کی جائے گی۔ نہ کسی پادری کو، نہ کسی راہب کو، نہ کسی سردار کو اور نہ ہی کسی عبادت گاہ کے خادم کو، خواہ اس کا عہدہ معمولی ہو یا بڑا۔ اس سے نہیں ہٹایا جائے گا، اور نہ ہی ان کو کوئی خوف و خطر ہو گا۔"21

یہ مساوات انسانی کا وہ عالمی اصول تھا جس پر حضور نبی اکرم ﷺ نے بین الاقوامی سطح پر جمہوری اور عادلانہ انسانی معاشرے کی بنیاد رکھی۔ یہی اصول آگے چل کر عالمی جمہوریت کے قیام کا باعث بنا۔ آپ ﷺ کی سیرت کی روشنی میں دور حاضر میں معاشی و اِقتصادی اِستحصال کا خاتمہ بھی کیا جاسکتا ہے۔ دنیا کی تہذیبوں کو معاشی استحکام کے ذریعے تباہی سے بچایا جاسکتا ہے۔ معاشی ابتری میں سود کا کردار ہے۔ آپ ﷺ نے سودی نظام کو ختم کرنے کا اعلان فرمایا۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "بے شک آج سے ہر قسم کا سود منسوخ کیا جاتا ہے تم اپنے سرمائے کے سوا نہ کچھ لے سکتے ہو اور نہ کچھ دے سکتے ہو۔ نہ تم سودی لین دین کی شکل میں ایک دوسرے پر ظلم کرو اور نہ قیامت کے دن تم پر ظلم کیا جائے گا۔"22 آج طاقت ور لوگوں نے کمزوروں کے حقوق غصب کر لیے ہیں۔ پسماندہ طبقے کا کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ ان کے معاشی اور معاشرتی حقوق ادا کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ سیرت النبی ﷺ میں ان کے تمام کے حقوق موجود ہیں جو انہیں ملنا ضروری ہیں۔ عادلانہ معاشرہ تب ہی قائم ہو سکتا ہے جب اعلیٰ اور ادنیٰ کا فرق ختم ہو جائے۔

خواتین کے حقوق

خواتین بھی کسی تہذیب کی نہایت اہم اکائی ہیں۔ دور قدیم سے لیکر دور جدید تک خواتین کے حقوق کی آوازیں اٹھائی جاتی رہی ہیں۔ اس سلسلے میں خواتین کو جو اسلامی تہذیب میں رسول اکرم ﷺ نے حقوق عطا فرمائے ہیں وہ کسی بھی تہذیب میں خواتین کو میسر نہیں رہے۔۔ آپ ﷺ نے ان کے حقوق کے تحفظ کی ضمانت فراہم کی ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اے لوگو! بے شک تمہارے کچھ حقوق عورتوں پر واجب ہیں اور اسی طرح عورتوں کے کچھ حقوق تم پر واجب ہیں (ان کی پوری طرح حفاظت کرنا) عورتوں سے ہمیشہ بہتر سلوک کرنا اور عورتوں کے حقوق کے معاملے میں ہمیشہ اللہ سے ڈرتے رہنا۔"23

اس وقت دنیا میں جھوٹی نخوتوں اور تعصبات نے انسانی تہذیب پر نہایت برے اثرات مرتب کیے ہیں۔ بعض قومیں خود کو بلاوجہ دنیا کی عظیم اور بڑی قومیں خیال کرتی ہیں۔ ان کی سوچ نے انسانیت کو تباہ کر دیا ہے۔ وہ قومیں اپنے آپ کو دنیا پر خواہ مخواہ فضیلت دینے کے چکر میں انسانیت کو تباہی سے دوچار کر دیا ہے۔ برتری کی اس دوڑ میں انسانیت عالمی جنگوں میں مبتلا ہو چکی ہے اور مزید خون ریزی کا خطرہ بھی انسانیت کے سر منڈلا رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے تمام برتریوں کے جھوٹے پیمانے توڑ دیے اور انسانیت کو ایک لڑی میں پرو دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "تمام انسان کنگھی کے دندانوں کی طرح برابر ہیں کوئی بھی دوسرے پر فضیلت نہیں رکھتا سوائے اللہ کے تقویٰ کے۔"24

دور حاضر میں تہذیبوں کے تصادم کا امکان اس لیے پیدا ہوا ہے کیونکہ دنیا کی طاقت ور قوموں میں مذہبی رواداری کا فقدان پیدا ہو گیا ہے۔ آج طاقت ور لوگ دوسری دنیا کے مذہبی معاملات میں بے جا مداخلت کر رہے ہیں۔ ان کی مذہبی آزادی ختم ہوتی جا رہی ہے۔ خاص طور پر مغرب میں جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں وہاں کے مسلمانوں کے لیے رواداری کا جذبہ موجود نہیں ہے۔ جب اسلام دنیا پر حاکم تھا تو آپ ﷺ کی سیرت کے مطالعہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مذہبی رواداری عام تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے جس مذہبی رواداری، برداشت کا کلچر پیدا فرمایا تھا اس کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔ خود اہل مغرب بھی رسول اکرم ﷺ کے اس اقدام کی تحسین کیے بغیر نہیں رہ سکے۔

مذہبی رواداری

"محمد ﷺ نے مذہبی رواداری کا درس دیا یہودیوں اور عیسائیوں کے لیے جنہوں نے بھی ان کے سامنے سیاسی طور پر اتحاد کو قبول کیا۔ انہوں نے یہ حکم واضح طور پر اس بنیاد جاری کیا یہ دونوں غیر مسلم طبقات مسلمانوں ہی طرح اہل کتاب ہیں۔ یہ رواداری والی روح کی ہی اہمیت تھی جس نے ابتدائی اسلام کو بہت زندگی عطا کی۔ گو کہ پیغمبر ﷺ کے طرف سے خود بہت واضح طور پر اس کے ہدایات موجود نہ تھیں، بعد میں اس طرح کی رواداری کا طرز عمل مسلم حکمرانوں کے ماتحت زرتشتیوں کے لیے بھی روا رکھا گیا۔ "25 مشہور صحابی حضرت عدی بن حاتم فرماتے ہیں: "میں ایک دفعہ نبی کریم ﷺ کے پاس موجود تھا کہ آپ کے پاس ایک آدمی آیا اور آپ ﷺ سے تنگدستی کی شکایت کی پھر آپ ﷺ کے پاس ایک دوسرا آدمی آیا اور اس نے رہزنی کی شکایت کی تو آنجناب ﷺ نے (مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اے عدی! کیا تم نے ہیرہ شہر دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا: میں نے اسے نہیں دیکھا البتہ اس کے متعلق سن رکھا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تمہاری عمر لمبی ہوئی تو تم ضرور (یہ حالت بھی) دیکھو گے کہ ایک اکیلی اونٹ سوار عورت حیرہ سے روانہ ہو گی یہاں تک کہ اکیلے پہنچ کر خانہ کعبہ کا طواف کرے گی مگر اسے اللہ کے سوا کسی کا ڈر نہ ہو گا۔ میں نے دل ہی دل میں کہا کہ قبیلہ طے کے شرپسندوں کا کیا بنے گا جنہوں نے پورے علاقے میں لوٹ مار کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ (آپ ﷺ نے مزید فرمایا) اگر تمہاری زندگی لمبی ہوئی تو تم ضرور بر ضرور کسریٰ (شاہ ایران) کے خزانوں کو فتح کرو گے۔ میں نے (حیران ہو کر) عرض کیا: کیا کسریٰ بن ہرمز (موجودہ شاہ ایران کے خزانے)؟ فرمایا: (ہاں) کسریٰ بن ہرمز (آپ نے سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا) اور اگر تمہاری زندگی نے مہلت دی تو تم دیکھو گے کہ ایک آدمی مٹھی بھر سونا یا چاندی لے کر ایسے آدمی کی تلاش میں نکلے گا جو وہ اس سے قبول کرلے مگر وہ کوئی ایسا ضرورت مند نہ دیکھ پائے گا جو مال صدقہ دیکھ کر قبول لے"۔26 مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری لکھتے ہیں: "بردباری، قوت برداشت، قدرت پا کر درگزر اور مشکلات پر صبر ایسے اوصاف تھے جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی تربیت کی تھی۔۔۔۔ نبی ﷺ کی بلند کرداری کا عالم یہ تھا کہ آپ ﷺ کے خلاف دشمنوں کی ایذا رسانی اور بدمعاشوں کی خود سری و زیادتی جس قدر بڑھتی گئی، آپ ﷺ کے صبر و حلم میں اسی قدر اضافہ ہوتا گیا۔"27

خلاصہ بحث

فرقہ واریت متشدد رویوں اور عدم برداشت کی بدترین صورت ہے قرآن حکیم نے ہمیشہ اتحاد واتفاق کا درس دیا۔ یہ فساد عالمی سطح پر ہے اوراس کی وجہ ہمارے متشدد قسم کے رویے اور عدم برداشت ہے جو اقوام عالم کا وطیرہ بن چکے ہیں بین الاقوامی سطح پر ان متشدد رویوں اور عدم برداشت پر بنا پر ہر طرف فساد برپا ہے۔ اس صدی میں متشدد رویوں اور عدم برداشت کے رجحان نے دنیا کے امن کو پارہ پارہ کر دیا ہے۔ آج بھی عالم انسانیت ان متشدد رویوں، عدم برداشت اور دہشت گردی جیسے قبیح مسائل سے دوچار ہے۔ قبل اس کے کہ ایسے حالات پیدا ہوں ہمیں رسول رحمت ﷺ کی تعلیمات کی طرف متوجہ ہونا پڑے گا۔ آپ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر عفو در گزر، رواداری اور برداشت کی عظیم الشان روایت چھوڑی جس کی دنیا میں کوئی مثال نہیں ملتی۔ دور حاضر میں انسان ہی انسان کے لیے ایک عذاب بن چکا ہے۔ لوگوں کو پریشان کرنا، انھیں طرح طرح کی مصیبتوں اور پریشانیوں میں مبتلا کرنا عام ہوتا جارہا ہے لیکن انسانیت اگر رسول پاک ﷺ کی سیرت پر نگاہ دوڑائے تو اسے معلوم ہو گا کہ آپ ﷺ نے حالت جنگ میں بھی معاشرے کو پامال کرنے سے روکا۔ جب آپ ﷺ نے مکہ فتح کیا تو آپ ﷺ کے پاس نادر موقع تھا کہ اہل مکہ سے خوب بدلہ وانتقام لیتے اور مکہ کی گلی گلی میں خون کی ندیاں بہاتے۔ لیکن آپ ﷺ نے اس دن اہل مکہ کو امن فراہم کیا اوران سے کسی قسم کا انتقام نہیں لیا۔ حضور اکرم دنیامیں ایک عالمی اور دائمی حیثیت سے "رحمۃ اللعالمین" بن کر تشریف لائے۔اس رحمۃ اللعالمینی کالازمی تقاضا تھا کہ آپ دنیا کوامن وسلامتی کا گہوارہ بنائیں۔اس لیے آپ کی جبلت وفطرت میں امن وسلامتی کا پیغام تھا۔ آپ ﷺ کی تعلیمات امن وسلامتی کا پیغام تھیں۔ آپ ﷺ نے معاشرے میں دہشت گردی کے خاتمے اورامن وامان کے فروغ کے لیے دورس اقدامات کیے۔بعثت نبوی کے وقت دنیا فسادات کی آماجگاہ بنی ہوئی تھی، چھوٹی چھوٹی باتوں پرخون ریزی شروع ہوجاتی تھی، جنگوں نے انسانی امن کو تباہ وبرباد کر دیا تھا۔ ان حالات میں جنگ کے اس ماحول میں امن اور انسانی جان کی حرمت کی بات کی اور دنیا کو امن کا گہوارہ بنادیا۔ مختصر یہ کہ حضور اکرم ﷺ کی تعلیمات اوراسوہ وعملی اقدامات ساری انسانیت کے رحمت اورامن وسلامتی ہیں۔ ہم تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں ان متشدد رویوں، عدم برداشت، دہشت گردی، فرقہ واریت جیسے مسائل کو بخوبی حل کرسکتے ہیں۔

References

1 Al-Baqrah 2:113.
2 Al-Imrān3:113.
3 Al-Room30:41.
4 Muhammad Tahir-uil- Qadri ,Seert-ur-Rasool ki Asri-o-bain-ul-Aqwami Ahmiyat (Lahore: Mihāj-ul-Quran Publications,n. d),19.
5 Abu Abdullah Muhammad IbnI smaeel al- Bukhari, Sahih al-Bukhari (Beirūt: Dār al-Kutub al-Ilmiyyah, n. d), 3:395.
6Dr. Hameed Ullah, Rasool-e-Akram ki Siyasi Zindgi (Lahore: Nigārshāt, n. d),326.

[7]Al- Bukhari, Sahih al-Bukhari, Kitab ul Hajj, Hadith no 1652,V2, 619.
[8]Al- Bukhari, Sahih al-Bukhari, Sahih Bukhari, Kitab ul Maghāzī, Hadith no: 4403,V4,1599
[9]Abū Dawod Sulaman Ibn Ashath Sūnan Abi Dawūd, Ktab-ul-Khirāj (Lahore: Maktba Rahmania), Hadith No: 3045,V5,169.
[10]Hanbal,Ahmad IbnHanbal , Al- Musnad ((Beirūt: Al-Maktab al-Islāmī, 1978 AD), Hadith No: 6182,V2,973.
11Al- Bukhari, Sahih al-Bukhari, Sahih Bukhari, Kitab al-Diyat, Hadith no: 6471,V6,251.
[12] Al- Bukhari, Sahih al-Bukhari, Sahih Bukhari, Kitab al-Jizya, Hadith No: 2995,V3,155
[13] Abu Al-Qasim Sulaman Ibn Ahmad, Almuʿjam al-Aowsat (Riyādh: Maktaba al Marif), Hadith, No: 7011, V7,113.
[14]Abubakar Abdullah Ibn Muhammad Ibn Abi Shayba, Al –Musnaf (Riyādh: Maktabat al-Rushad), Hadith No: 33127,V6,483.
[15]Abu Bakr Ahmad Ibn Husayn Ibn Ali Ibn Abdullah Ibn Musa al-Bayhaqi Sunan al-Kubra (Riyādh:, Dār al-Baz) ,Hadith 17929,V9,90.
[16]Abu Abdullah Muhammad Ibn Abdullah Ibn Muhammad Hakim, Al-Mustadrik (Beirut : Dar al-Gharb al-Islami, 1998), No. 2565, V 2, 133.
[17] Bayhaqi, , Al-Sunan Al-Kubra, No. 18508, V 9, 204.
[18] Abi Bakr Ahmad bin Ali bin Saeed Al-Alamwi Al-Marūzi, Musnad Abi Bakr (Beirut), 1406 AH / 1986, V. 21, p. 62-59.
[19] Ibn Abi Shaybah, Al -Musanf, Hadith No,33122 ,V6,483.
[20] Marūzi, Musnad Abi Bakr, No. 21, p. 69-72.
[21] Ibn Sa'd, Al-Tabqat al-Kubra, Al-Nashir (Cairo: Maktab al-Khanji, 288: 1,358.
[22]Ahmad Ibn Ali Ibn Muthanna ibn Yahya ibn Isa Ibn Hilal Mosali Tamimi, Al-Musnad (Damascus: Dār al-Ma'mun for Heritage 1404 AH 1984 No. 1596,V.3,139.
[23] Abu Ja'far Muhammad ibn Jarir Ibn Yazid Tabari, Tarikh al-Umm wa al-Muluk Beirut: Dār al-Kitāb al-Alamiyah, V 2, p. 206
[24]Abu Isa Muhammad Ibn Isa Ibn Sura Ibn Musa al-Tirmidhi,, Al-Jamʿal-Sahīh (Beirut: the West and the Islamic), Kitab al-Tafsir, No3270.
[25] Arnold J. Toynbee, A study of History, Abridgement of Volumes I.VI By D.C. (Oxford: Oxford University Press, 1947), 300.
[26] Al- Bukhari, Sahih al-Bukhari, Sahih Bukhari, Sahih Bukhari, Hadith No: 3595,293.
[27] Safi-ur-Rehman Mubarak Puri, al-Raheeq al-Makhtum (Lahore:Maktab Salafiya, n. d), 767.